سورۂ فلق

مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔ اسمیں (۵) آیتیں ہیں

معوذتین کی نسبت اقوال سلف

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یہ دونوں سورتیں جن کو "معوذتین" بھی کہتے ہیں ان کے مکیہ یا مدنیہ ہونے میں سلف صالحین کے اقوال مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت حسن بصری، عطاء، عکرمہ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت سے جو بواسطہ کریب آئی ہے ان کا مکیہ ہونا پایا جاتا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ ہی کی دوسری روایت سے جو بواسطہ صالح و قتادہ آئی ہے ان دونوں سورتوں کا مدینہ منورہ میں نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور سلف صالحین کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔ گو طرفین کی دونوں روایتیں درجۂ صحت کو پہنچتی ہیں لیکن شان نزول کے باب میں جو روایات صحیحہ وارد ہیں جن کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئیگا ان سے معوذتین کے مدنی ہونے کی تائید ہوتی ہے اور مفسرین کرام

اسی کو صحیح بتلایا ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

ماقبل سے ربط سورت ماقبل میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی الوہیت مطلقہ کا بیان مختصر مگر جامع ومانع طریق پر فرمایا گیا تھا۔ اور اس کے خلاف جن جن مذاہب باطلہ کے عقائد اور اقوال تھے ان کا ردّ نہایت بلیغ طریقہ پر مدلل ومبرہن کیا گیا تھا۔ اب بعد کی دو سورتوں میں یہ بتلایا جارہا ہے کہ خدا پرستوں کو اپنی پوری زندگی میں جو شدائد ومصائب اور آفات وبلیات درپیش ہوں خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی، اپنوں کی طرف سے یا ادیان باطلہ کی طرف سے پہنچتے رہیں ان کا واحد علاج یہی ہے کہ ہر ہر مصیبت اور شدت میں اسی خدائے واحد کی پناہ ڈھونڈتے رہیں۔ اور ہر امر میں اسی کی طرف رجوع رہیں۔ اور اسی سے اس کا دفعیہ چاہیں۔ کوئی تکلیف کتنی ہی شدید ہو جب رجوع الی اللہ کیا تو انشاء اللہ المستعان وہ دفع ہو کر رہیگی اور آخر کار حق کا بول ہی بالا رہے گا۔ وماذلك علی اللّٰہ بعزیز۔

۲۔ دوسری مناسبت سورت ماقبل سے معوذتین کو اس طرح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ اخلاص کے ساتھ معوذتین کو بھی پڑھنے کی ہدایات مختلف صورتوں میں فرمائی ہیں جن کا بیان سورۂ اخلاص کے فضائل میں جو احادیث شریفہ

وارد ہوئے ہیں ان کے ضمن میں کر دیا گیا۔ اور بعض احادیث شریفہ آئندہ بھی فضائل معوذتین کے سلسلہ میں آ رہی ہیں۔ ان تمام احادیث و روایات سے بھی سورۂ اخلاص اور معوذتین کا باہمی جو ارتباط ہے اس کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔

فضائل معوذتین حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔ لقد انزلت علیّ اللیلۃ آیات لم ینزل علیّ مثلھن المعوذتین۔ (طبرانی بسند حسن) بے شک مجھ پر آج کی رات چند ایسی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں کہ اب تک ایسی آیات مجھ پر کبھی نازل نہیں ہوئی تھیں وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی آیتیں ہیں۔" اس کی تائید حضرت عقبہ بن عامرؓ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

انزلت علیّ اللیلۃ آیات لم ار مثلھن قطّ قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن الضریس، ابن الانباری، ابن مردویہ) آج کی رات مجھ پر چند آیتیں ایسی اتری ہیں کہ ان جیسی آیتیں میں نے ان سے پیشتر کبھی نہیں دیکھیں وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی آیتیں ہیں۔"

معوذتین اللہ سبحانہ کی پناہ کا بہترین ذریعہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے ایک اور حدیث شریف مروی ہے جس میں انھوں نے فرمایا: ۔ بینما انا اسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فیما بین الجحفۃ والابواء اذ غشینا ریح وظلمۃ شدیدۃ فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یتعوّذ باعوذ برب الفلق واعوذ برب الناس ویقول یا عقبۃ تعوّذ بھما فما تعوّذ متعوّذ بمثلھما۔ قال وسمعتہ یؤمّنا بھما فی الصلاۃ۔ (ابن الضریس، ابن الانباری، حاکم بروایت صحیح، ابن مردویہ، بیہقی) ایک وقت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مقام جحفہ اور ابواء کے درمیان میں چل رہا تھا کہ اتنے میں ہم پر زوردار ہوا (آندھی) اور شدت کی تاریکی چھا گئی۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعوذ برب الفلق واعوذ برب الناس کے ذریعہ اللہ جل شانہ کی پناہ لینے لگے اور فرماتے گئے اے عقبہ! تم بھی ان دونوں سورتوں کے ذریعہ اللہ سبحانہ کی پناہ ڈھونڈو۔ کیونکہ ان دو سورتوں سے بہتر کسی پناہ ڈھونڈنے والے نے پناہ نہیں ڈھونڈی۔ عقبہ بن عامرؓ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی سنا کہ اس کے بعد آپ نے جن نمازوں میں ہماری امامت

فرمائی۔ ان میں بحالت نماز ان ہی دونوں سورتوں کی قراءت فرمائی"۔ جحفہ اور ابواء دو مقامات کے نام ہیں جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہیں۔ اہل شام جب حج کے لئے آتے ہیں تو مقام جحفہ پر آن کر احرام باندھتے ہیں۔ اور ابواء وہ مقدس مقام ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کا مزار مقدس ہے۔

معوذتین کے ذریعہ جن و انس کی نظر بد کا دفعیہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعوذ من عین الجانّ ومن عین الانس فلمّا نزلت سورۃ المعوّذتین اخذ بھما وترک ما سوی ذلک۔ (ترمذی بروایت حسن، نسائی، ابن مردویہ، بیہقی) حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن و انس کی نظر بد سے محفوظ رہنے یا اس کے دفعیہ کے لئے دعائیں فرمایا کرتے تھے (احادیث شریفہ میں یہ دعائیں بصراحت لکھی ہیں) پھر جب معوذتین کی سورتیں نازل ہوئیں تو آپ نے ان ہی دو سورتوں کو اختیار فرمایا۔ اور اس کے سوا جو دعائیں آپ پڑھا کرتے تھے ان کو ترک فرما دیا"۔ انسان کو مختلف آفات و بلیات سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ ان حالات میں شمع رسالت کے پروانے دربار اقدس میں التجا

کرتے اور آپ بلحاظ حالات مخصوص دعاؤں اور اذکار کے ذریعہ ان کا دفعیہ فرماتے۔ عامۃ الناس کے لئے ہر مرض اور ہر آفت کے دفعیہ کے لئے اس کی مخصوص دعا یاد رکھنا ایک دشوار گزار معاملہ تھا۔ جب معوذتین کی سورتیں نازل ہوئیں تو یہ ہر آفت اور ہر مرض کے لئے مفید تھیں اس لئے آپ نے ان ہی سورتوں کو اختیار فرمایا۔ اور دوسری دعاؤں کو چھوڑ دیا۔ اس میں بڑی سہولت مل گئی۔

معوذتین پناہ کا بہترین ذریعہ

حضرت ابوحابس جہنیؓ فرماتے ہیں:۔ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال لہ یاحابس الا اخبرک بافضل ما تعوّذ بہ المتعوّذون قلت بلی یا رسول اللّٰہ قال قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ھما المعوّذتان۔

(ابن سعد، نسائی، بغوی، بیہقی) حضور سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات وازکی التسلیمات نے ان سے فرمایا۔ حابس! اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈنے والے جن دعاؤں کے ذریعہ پناہ ڈھونڈتے ہیں ان سب دعاؤں سے افضل دعا کی کیا تمھیں خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں حضور ضرور اس سے مجھے باخبر فرمائیے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ قل اعوذ برب الفلق اور

قل اعوذ برب الناس کی دونوں سورتیں۔ یہی ہر آفت و بلا سے پناہ دلانے والی ہیں"۔

حضور کی پسندیدہ اور ناپسند چیزیں

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :— ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یکرہ عشر خصال۔ الصفرۃ یعنی الخلوق، وتغییر الشیب، وجرّ الازار، والتختم بالذھب، وعقد التمائم، والرقی الا بالمعوذات، والضرب بالکعاب، والتبرج بالزینۃ لغیر بعلھا، وعزل الماء لغیر حلہ وفساد الصبی غیر محرمہ۔ (ابوداؤد، نسائی، حاکم بروایت صحیحہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس باتوں کو مکروہ وناپسند فرماتے تھے۔ زرد رنگ کا عطر (یہ عورتوں کے لئے مخصوص تھا۔ مرد کے لئے آپ اس کو پسند نہ فرماتے تھے کیونکہ اس سے عورتوں کے ساتھ تشبّہ ہوتا ہے) اور بڑھاپے کو بدل دینا (سیاہ خضاب کرنا) اور تہ بند اتنا طویل وعریض ہو کہ زمین سے رگڑا کھا رہا ہو۔ یا پائنچے اتنے دراز ہوں کہ زمین سے رگڑا کھا رہے ہوں (اس میں تجبّر و تکبر ہے) اور سونے کی انگوٹھی پہننا (سونا مرد کے لئے حرام ہے) اور گنڈے وغیرہ باندھنا۔ اور جھو منتر کرنا (کہ یہ ساحروں کا عمل ہے) مگر معوذات

(اسمائے الٰہیہ کے ذریعہ اللہ کی پناہ ڈھونڈنا) اس مستثنے ہے۔ اور نردوں
سے کھیلنا۔ اور اپنے شوہر کے سوا غیر مردوں کے آگے عورت کا بن سنور کر آنا۔
اور اپنی زوجہ کے خلاف مرضی عزل کرنا۔ اور قریب البلوغ لڑکوں کا نامحرم
عورتوں میں آمد و رفت رکھنا"۔ یہاں صرف معوذات سے بحث ہے کہ تعوّذ
جائز ہے۔ یعنی بیماری وغیرہ کے موقع پر اسمائے الٰہیہ کے ذریعہ اللہ سبحانہ تعالیٰ
کی پناہ طلب کی جاسکتی ہے۔ معوذات سے مراد سورۂ اخلاص، معوذتین کے علاوہ
تمام دعائیں ہیں خواہ قرآن کریم میں ہوں یا احادیث شریفہ میں جو سلف صالحین سے
مروی ہیں۔ ان دعاؤں پر علمائے کرام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، مثلاً اذکار نووی،
اور حصن حصین شریف۔ عمل الیوم واللیلہ وغیرہ۔ واللہ الموفق۔

معوذتین کا ورد فرض نمازوں کے بعد

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اقرأوا بالمعوّذات فی دبر کل صلاۃ۔ (ابن مردویہ) معوذات یعنی سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، اور سورۂ ناس کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھا کرو۔" اس حدیث شریف میں "معوذات" بصیغہ جمع وارد ہوا ہے جمع کا اطلاق ظاہر ہے کہ کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ سورۂ اخلاص اور معوذتین میں جو ربط اور مناسبت ہے اس کو سورۂ فلق کی تفسیر کے آغاز پر عرض کر دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ اخلاص بھی تغلیباً معوذتین کے ساتھ شامل ہے۔ نیز فی دبر کل صلاۃ جو ارشاد ہوا ہے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جن نماز فرض کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے نماز فجر و عصر، ان میں تو فرض نماز کے بعد جیسے دیگر اذکار پڑھے جاتے ہیں۔ مثلاً آیۃ الکرسی، اور تسبیح و تحمید و تکبیر اسی طرح ان سورتوں کو بھی پڑھ لینا چاہیئے۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء۔ ان میں تحت مسلک احناف سنتوں سے فارغ ہو کر دیگر اذکار کے ساتھ ان سورتوں کو بھی پڑھ لیا جائے تاکہ ان کے پڑھنے میں جو فوائد و برکات ہیں وہ بھی حاصل ہوں۔ یہاں اقرأوا بصیغہ امر جو ارشاد ہوا ہے وہ امر استحبابی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تعمیل حکم کر لی جائے تو موجب ثواب ہے ورنہ کوئی بازپرس نہیں۔

معوذتین اللہ سبحانہ کی محبوب ترین سورتیں ہیں

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

فرماتی ہیں کہ حضور اقدس و انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: من احب السور الی اللہ قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک جو سورتیں محبوب ترین ہیں ان میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی سورتیں بھی شامل ہیں۔" اس حدیث شریف سے حدیث بالا کی تائید ہوتی ہے کہ فرض نمازوں کے بعد ان کو پڑھنے کا جو حکم ہوا ہے وہ امر استحبابی ہے۔ امر ایجاب نہیں ہے۔ اگر پڑھو گے تو ثواب پاؤ گے والا فلا۔ کوئی نہ پڑھے تو اس پر حرج نہیں۔

معوذتین سے بہتر کوئی تعوذ نہیں

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں: کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فصلی الغداۃ فقرأ فیہا بالمعوذتین ثم قال یا معاذ ھل سمعت قلت نعم قال ما قرأ الناس بمثلھن۔ (ابن مردویہ) حضور رسول دو جہاں علیہ صلوات الرحمان کیساتھ ایک سفر میں مجھے بھی شرف معیت حاصل تھا وہاں آپ نے نماز فجر ادا فرمائی تو اس میں معوذتین کی آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر (مجھے مخاطب کرکے فرمایا) معاذ! کیا تم نے (ہماری قراءت) سماعت کی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ ارشاد ہوا کہ لوگ (ان معوذتین کو چھوڑ کر دوسری جو سورتیں بھی پڑھیں) وہ ان کی برابری نہیں

کرسکتیں "۔ نماز فجر میں عموماً طوال مفصل کی بڑی بڑی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ سنت بھی یہی ہے۔ لیکن موقع سفر کا تھا اس لئے آپ نے معوذتین پر اکتفا فرمائی۔ اور معاذ کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے مخاطب فرمایا کہ وہ عموماً بحالت امامت لمبی لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے جس سے مقتدیوں کو شکایت ہوتی تھی۔ اس لئے ان سے یہ ارشاد ہوا تاکہ وہ موقع و محل کا بھی لحاظ رکھا کریں۔ اور مقتدیوں کا خیال بھی کیا کریں تاکہ ان پر گرانی نہ ہو۔

مضمون بالا کی تائید حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ فرماتے ہیں:۔ اخذ منکبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرأ قلت ما اقرأ بابي انت وامّي قال قل اعوذ برب الفلق۔ ثمّ قال اقرأ قلت بابي انت وامّي ما اقرأ قال قل اعوذ برب الناس ولن تقرأ بمثلها۔ (نسائی۔ ابن الضریس۔ ابن الانباری۔ ابن مردویہ) حضور رسول انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ فرمایا قل اعوذ برب الفلق (میں نے اس کو پورا پڑھ لیا) پھر ارشاد ہوا کہ پڑھو۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں کیا پڑھوں؟ فرمایا قل اعوذ برب الناس۔ (میں نے اس کو بھی پڑھا۔ ارشاد فرمایا) ان سورتوں جیسی کوئی اور سورت یا استعاذہ (مختصر و مفید) تم ہرگز نہ پڑھ سکو گے "

سورۂ اخلاص بھی تعوذ ہے	حضرت ثابت بن قیس بن شماس رض کے پوتے یوسف

بن محمد بن ثابت کا بیان ہے :۔ ان ثابت بن قیس اشتکی فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مریض فرقاہ بالمعوذات ونفس علیہ وقال اللّٰھم رب الناس اکشف الباس عن ثابت بن قیس بن شماس ثم اخذ ترابا من وادیھم ذلک یعنی بطحان فالقاہ فی ماء فسقاہ۔ (ابن سعد)

ایک دفعہ (میرے دادا) ثابت بن قیس رض بیمار ہو گئے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے درحالیکہ وہ ابھی بیمار ہی تھے۔ پھر آپ نے سورۂ اخلاص سورۂ فلق اور سورۂ ناس بطور دُعا کے پڑھا اور ان پر دم فرمایا۔ اور یہ دعا فرمائی:۔

اے اللہ! تمام لوگوں کے پروردگار! ثابت بن قیس بن شماس کی تکلیف دفع فرمائے۔ پھر وادی بطحان کی تھوڑی سی مٹی منگوائی۔ یہ وادی وہیں قریب تھی۔ پھر اس کو پانی میں ڈال کر پانی پلا دیا۔ (جس سے ان کی ساری تکلیف دفع ہو گئی)۔ واضح ہو کہ شرعاً مٹی کھانا حرام ہے۔ بذریعہ وحی آپ کو یہ علم ہوا ہو گا کہ اس میں شفا ہے۔ اس لئے آپ نے اس کو پانی میں ڈال دیا۔ جب وہ تہ نشین ہو گئی تو آپ نے صرف پانی پلا دیا۔ یوں بھی پانی ہر جگہ مٹی پر جمع رہتا ہے۔

سوتے جاگتے معوذتین پڑھ لینے کی ترغیب	حضرت عقبہ بن عامر جہنی رض فرماتے ہیں

كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فلما طلع الفجر اذّن واقام ثم اقامني عن يمينه ثم قرأ بالمعوذتين فلما انصرف قال كيف رأيت قلت قد رأيت يارسول الله قال فاقرأ بهما كلما نمت و كلما قمت۔ (ابن ابی شیبہ ابن الضریس) حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں ایک سفر میں تھا (چلتے چلتے) جب صبح صادق نمودار ہوئی تو آپ نے اذان دی اور اقامت بھی پڑھی۔ پھر مجھے اپنی داہنی جانب کھڑا کیا پھر (نماز میں) آپ نے معوذتین کی تلاوت فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو (مجھ سے) فرمایا۔ کیوں کیا دیکھا؟ (مطلب یہ کہ فجر میں عموماً طوال مفصل کی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک جس قدر سورتیں ہیں ان کو طوال مفصل کہتے ہیں۔ جب معوذتین پڑھ کر نماز بسہولت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا کیوں کیا دیکھا؟) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (یہ سہولت) میں نے دیکھ لی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بس تم بھی اس کا ورد رکھو، جب کبھی سونے لگو اور جب کبھی نیند سے بیدار ہوا کرو۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں:۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعقبة بن عامر اقرأ قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس فانهما من احب القران الى الله۔ (ابن الانباری) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ بن

عامرؓ سے فرمایا کہ تم معوذتین پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں سورتیں اللہ سبحانہ کی محبوب ترین سورتوں سے ہیں۔" اکثر روایتیں اس باب میں حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ حضور کے ساربان تھے اس لئے سفر میں یہ حضور اقدس کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں وہ خود تصریح کرتے ہیں :۔ کنت اقود برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راحلتہ فی السفر۔ (حاکم) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ مبارک کو سفر میں میں ہی چلایا کرتا تھا"

سواری کے جانور کی شرارت کا دفعیہ سورۂ فلق سے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکب بغلۃ فحادت بہ فحبسھا وامر رجلا ان یقرأ علیھا قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق فسکنت ومضت۔ (ابن مردویہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مادہ خچر پر سوار ہوئے تو وہ (ازراہ سرکشی) راستہ چھوڑ کر ادھر ادھر چلنے لگی۔ آپ نے اس کو روک دیا اور ایک دوسرے شخص سے فرمایا کہ اس پر قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق پڑھے۔ (اس کے پڑھتے ہی) اس کو سکون ہو گیا اور سیدھا چلنے لگی"

معوذتین کے ذریعہ سواری کی رکاوٹ کا دفعیہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :۔ اھدی النجاشی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغلۃ

شہباء فکان فیہا صعوبۃ فقال للزبیر ارکبہا وذللہا فکأن الزبیر اتقی فقال لہ ارکبہا واقرأ القرآن قال اقرأ قل اعوذ برب الفلق فو الذی نفسی بیدہ ما قمت تصلی بمثلہا۔ (ابن مردویہ) حضور رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نجاشی شاہ حبش نے ایک سفید مادہ خچر بطور ہدیہ پیش کیا۔ اس کی چال میں کچھ رکاوٹ تھی۔ تو آپ نے زبیر بن عوامؓ سے فرمایا کہ اس پر خوب سواری کر کے اس کو سیدھا کرو۔ حضور کو اندازہ ہوا کہ زبیرؓ کو اس میں تامل ہے۔ آپ نے ان سے دوبارہ فرمایا کہ اس پر سواری کرو اور قرآن پڑھو۔ زبیرؓ نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں یعنی قرآن کریم کا کونسا حصہ پڑھوں؟ ارشاد ہوا کہ قل اعوذ برب الفلق پڑھو۔ خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم نے نماز میں اس جیسی سورت کبھی نہیں پڑھی"۔

معوذتین کے ذریعہ امراض کا دفعیہ ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اشتکی قرأ علی نفسہ المعوذتین وتفل او نفث۔ (ابن الانباری) حضور سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بیمار ہو جاتے تو اپنے آپ پر معوذتین پڑھ لیا کرتے اور (دم کرنے کی خاطر کبھی) تُف کرتے اور کبھی اُف"۔

تَفَل یعنی تُف کرنے سے مراد یہ ہے کہ آواز تُف کی نکلتی اور اس کے ساتھ آبِ دہن کے کچھ ریزے بھی ہوتے۔ اور نَفَث یعنی اُف کہنے سے یہ مراد ہے کہ آواز اُف کی ہوتی جس میں آبِ دہن کا کوئی ریزہ نہ ہوتا۔ حدیث شریف میں دم کرنے کے دونوں طریقے آئے ہیں۔ نفث کے مقابلے میں تفل بہتر ہے کہ دم کے ساتھ آبِ دہن کا کچھ حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں یہ صراحت ہے:—

تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔ ہماری سرزمین کی مٹی، ہمارے کسی کے تھوک کے ساتھ، ہمارے بیماروں کو، ہمارے پروردگار کے حکم سے شفا بخشتی ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے تھوک میں بھی شفا ہے۔ نیز ایک حدیث شریف یہ ہے:— سؤر المومنین شفاء۔ ایمان والوں کا جھوٹا بھی شفا بخش ہے۔" اسی وجہ سے بزرگوں کا بچا ہوا پانی تبرک سمجھا جاتا ہے۔

معوذات کے ذریعہ ورد سر کا علاج	حضرت عبداللہ بن مسعود کا ایک واقعہ ہے:— انہ رأی فی عنق امرأۃ من اھلہ سیرا فیہ تمائم

فقطعہ وقال ان آل عبد اللہ اغنیآء عن الشرک ثم قال التولۃ والتمائم والرقی من الشرک فقالت امرأۃ ان احدانا لتشتکی رأسھا فتسترق فاذا استرقت ظننت ان ذلک قد نفعھا فقال عبد اللہ

ان الشیطان یأتی احدکم فینخس فی رأسها فاذا استرقت حبس فاذا لم تسترق نخر فلو ان احدا کنّ تدعو بماء فتنضحه علی رأسها ووجهها ثم تقول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ثم تقرأ قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس نفعها ذلك ان شاء اللہ۔

(طبرانی) حضرت ابن مسعودؓ نے اپنے گھر کی کسی عورت کے گلے میں ایک ڈوری دیکھی جس میں چند گنڈے بندھے ہوئے تھے تو انھوں نے اس کو قطع کر دیا اور کہا کہ عبداللہ کے گھر والے شرک سے بے نیاز ہیں، پھر فرمایا کہ گنڈے منتر وغیرہ شرک کی پیداوار ہیں اس پر ایک عورت نے کہا کہ ہم میں سے کسی کے سر میں درد ہوتا ہے تو وہ منتر پڑھا لیتی ہے تو وہ خیال کرتی ہے کہ اس سے اس کو فائدہ ہوا۔ اس پر حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے تو اس کے سر میں پھونک مارتا ہے پھر جب وہ منتر پڑھا لیتی ہے تو رک جاتا ہے۔ اور اگر اس نے منتر نہیں پڑھایا تو اس کا گلا پکڑ لیتا ہے۔ اگر وہ عورت بجائے اس کے پانی منگائے اور اس کو اپنے سر اور چہرے پر چھڑک لے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی سورتیں پڑھ لے تو ان شاء اللہ اس کو فائدہ ہوجائے گا"

غرض یہ چند فضائل اور فوائد ہیں جو معوذتین کے پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں اگر کوئی

ان کی مداومت رکھے تو ان شاء اللہ وہ ہر آفت اور بلا سے محفوظ رہے۔

استعاذہ کا طریقہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔ اذا قرأت قل اعوذ برب الفلق فقل اعوذ برب الفلق، واذا قرأت قل اعوذ برب الناس فقل اعوذ برب الناس۔ (ابن الانباری) (اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے لئے)

جب تم قل اعوذ برب الفلق پڑھنا چاہو تو یوں کہو:۔ اعوذ برب الفلق میں صبح کا سپیدہ پیدا کرنے والے کی پناہ ڈھونڈتا ہوں" اور جب استعاذہ کی نیت سے قل اعوذ برب الناس پڑھو تو یوں کہو:۔ اعوذ برب الناس میں تمام لوگوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں" مطلب یہ کہ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی اگر تلاوت مقصود ہو تو ان کو قُل سے شروع کرنا چاہیے۔ اس صورت میں تلاوت کا ثواب ملیگا مگر یہ استعاذہ نہ ہوگا۔ اور اگر استعاذہ مطلوب ہو تو ان دونوں سورتوں کو اعوذ سے شروع کرنا چاہیے۔ اس موقع پر قُل نہ کہیں۔ اگر قُل کہیں تو معنی یہ ہوں گے:۔ (اے نبی کریم!) آپ یوں کہئے کہ میں صبح کا سپیدہ پیدا کرنے والے کی پناہ ڈھونڈتا ہوں آپ یہ کہئے کہ میں تمام لوگوں کے پروردگار کی پناہ طلب کرتا ہوں" ظاہر ہے کہ یہ تلاوت ہوگی۔ استعاذہ نہ ہوگا۔

معوذات کی ابتدا کلمہ قل سے ہونے کا راز حضرت زر بن حُبیشؓ فرماتے ہیں:۔

اتیت المدینۃ فلقیت اُبیّ بن کعب فقلت یا ابا المنذر انّی رأیت ابن مسعود لا یکتب المعوّذتین فی مصحفہ فقال اما والذی بعث محمدًا بالحق قد سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنھما وما سألنی عنھما احد منذ سألتہ غیرک قال قیل لی قل فقلت فقولوا فنحن نقول کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (امام احمدؒ۔ بخاری۔ نسائی۔ ابن الضریس ابن الانباری۔ ابن حبان۔ ابن مردویہ) میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت ابی بن کعبؓ سے ملا اور بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ معوذتین کو اپنے مصحف شریف میں نہیں لکھتے ہیں۔ ابی بن کعب نے فرمایا۔ آگاہ رہو اس ذات کی قسم! جس نے مبعوث فرمایا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق کے ساتھ معوذتین کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے خود دریافت کیا۔ اور معوذتین کی نسبت تمھارے سوا آج تک کسی نے مجھ سے دریافت نہیں کیا جب سے کہ اس بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سُنا ہے۔ (میں نے عرض کیا تھا کہ قل اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس کے پہلے ارشاد باری ہوا ہے:۔ قل۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا تعوذ کے موقع پر قل پڑھنا چاہئے یا اعوذ سے ہی استعاذہ کا آغاز کرنا چاہئے؟ تو) آپ نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ قل یعنی کہو۔ میں نے

قل کہا۔ لہذا تم لوگ بھی (استعاذہ کے آغاز میں) قل کہا کرو" ابی بن کعب نے کہا کہ اس بنا پر ہم بھی قل سے استعاذہ کا آغاز کرتے ہیں" اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر استعاذہ کی ابتدا کلمۂ قل سے کی جائے تو تلاوت کا ثواب بھی ملیگا اور استعاذہ کا مقصد بھی حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم۔

شان نزول حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں: سحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل من الیھود فاشتکی فاتاہ جابریل فنزل علیہ بالمعوذتین وقال ان رجلا من الیھود سحرك والسحر فی بئر فلان فارسل علیاً فجاء به فامره ان یحل العقد ویقرأ آیة فجعل یقرأ ویحل حتی قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانما نشط من عقال۔ (عبد بن حمید) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کیا جس سے حضور علیل ہوگئے۔ اتنے میں آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور معوذتین کی دونوں سورتیں اپنے ساتھ اتار لائے اور کہا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کی گرٹ فلاں باؤلی کے اندر ہے۔ یہ سن کر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا۔ وہ اس گرٹ کو نکال لائے (اس گرٹ میں چند بال تھے جن میں گرہیں پڑی ہوئی تھیں) اس پر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ ان گرہوں کو کھول دیں اور (ان سورتوں کی) ایک ایک

آیت کریمہ پڑھتے جائیں۔ چنانچہ وہ ایک ایک آیت پڑھتے اور ایک ایک گرہ کھولتے جاتے تھے۔ تا آنکہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ بیٹھے (اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ) آپ ایک بندھن میں بندھے ہوئے تھے اور یکایک کھول دئے گئے۔

حضور اکرمؐ پر یہود کے سحر کا واقعہ

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں اس سے زیادہ تفصیل اس طرح ہے:—

قالت کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام یھودی یخدمہ یقال لہ لبید بن اعصم فلم تزل بہ یھود حتی سحر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذوب ولا یدری ما وجعہ فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ نائم اذ اتاہ ملکان فجلس احدھما عند رأسہ والآخر عند رجلیہ فقال الذی عند رأسہ للذی عند رجلہ ما وجعہ قال مطبوب قال من طبہ قال لبید بن اعصم قال بم طبہ قال بمشط ومشاطۃ وجف طلعۃ ذکر بذی اروان وھی تحت راعوفۃ البئر۔ حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی ملازم تھا جو آپ کی خدمت کیا کرتا جس کا نام لبید بن اعصم تھا۔ یہودیوں نے اس کو ورغلانا شروع کیا یہاں تک کہ اس نے آپ پر سحر کر دیا۔ اب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا اثر ہونے لگا اور آپ دن بدن گھلنے لگے۔ کیا شکایت ہے اس کا کچھ پتا نہیں چلتا تھا۔ ایک رات آپ آرام فرما رہے تھے خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے ہاں دو فرشتے حاضر ہوئے ایک سرہانے اور دوسرا آپ کی پائنتی بیٹھ گیا۔ سرہانے والے نے پائنتی والے سے پوچھا کہ حضور کو کیا شکایت ہوگئی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جادو کیا گیا ہے۔ اس نے جادوگر کا نام دریافت کیا تو لبید بن عاصم کا نام بتایا۔ پھر پوچھا کہ کس چیز سے جادو کیا گیا ہے تو کہا کنگھی اور اس میں الجھے ہوئے بال سے۔ نیز کھجور کے نر درخت کے پھول سے۔ جو مقام ذی اروان میں ایک باؤلی کی تہ میں پتھر کے نیچے رکھا گیا ہے۔"

معوذتین کے ذریعہ سحر کا دفعیہ

فلما اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدا ومعہ اصحابہ الی البئر فنزل رجل فاستخرج جف طلعۃ من تحت الراعوفۃ فاذا فیھا مشط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن مشاطۃ رأسہ واذا تمثال من شمع تمثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا فیھا ابر مغروزۃ واذا وتر فیہ احدی عشرۃ عقدۃ فاتاہ جبریل بالمعوذتین فقال یا محمد قل اعوذ برب الفلق وحل عقدۃ من شر ما خلق وحل عقدۃ حتی فرغ منھا وحل العقد کلھا وجعل لا ینزع ابرۃ الا یجد

لھا الما ثم یجد بعد ذلک راحۃ فقیل یا رسول اللہ لو قتلت الیھودی فقال قد عافانی اللہ وما وراءہ من عذاب اللہ اشد فاخرجہ۔

(ابن مردویہ، بیہقی) جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح بیدار ہوئے تو اپنے چند اصحاب کے ساتھ اس باؤلی کی طرف تشریف لے گئے۔ ایک صاحب اس میں اتر کر پتھر کے نیچے سے وہ گڑت نکال لائے۔ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی اور اس میں سر اقدس سے نکلے ہوئے چند موئے مبارک تھے۔ نیز اس میں موم سے بنایا ہوا ایک پتلا تھا جو آپ کی وضع پر بنایا گیا۔ اس میں چند سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں اور موئے مبارک میں (۱۱) گرہیں ڈالی گئی تھیں۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام معوذتین لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قل اعوذ برب الفلق۔ کہئے "میں پناہ ڈھونڈتا ہوں رب فلق کی" اور ایک گرہ کھول دیجئے۔ من شر ما خلق شرارت سے ان تمام چیزوں کی جن کو اس نے پیدا کی ہیں" اور ایک گرہ کھول دیجئے۔ (اسی طرح معوذتین کی جو (۱۱) آیتیں ہیں ان میں سے ایک ایک آیۂ کریمہ پڑھتے جائیے تو ایک ایک گرہ کھلتی جائے گی) چنانچہ آپ نے یہ دونوں سورتیں پڑھ لیں اور تمام گرہیں کھل گئیں اور (اس پتلے سے) ایک ایک سوئی نکالی جاتی تو نکالتے وقت تو آپ کو کچھ تکلیف محسوس ہوتی مگر نکالنے کے بعد

آپ کو بڑی راحت ملتی۔ (جب وہ تمام سوئیاں نکل گئیں تو) آپ سے عرض کیا گیا اگر آپ اس یہودی کے قتل کا فرمان صادر فرماتے (تو مناسب ہوتا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اب تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھے عافیت مرحمت فرمائی ہے۔ (اس کو قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے) اس کے لئے اللہ سبحانہ نے جو عذاب (آخرت میں) اٹھا رکھا ہے وہ سخت تر ہے۔ پھر آپ نے اس یہودی کو اپنے پاس سے نکال دیا۔"

احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ معوذتین (دونوں سورتیں) ایک ساتھ نازل ہوئیں اور دونوں کا شان نزول بھی ایک ہے۔ اور دونوں کا مضمون بھی یکساں ہے یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈنے کا موثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ملا کر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ بحالت سفر نماز فجر میں آپ نے فرض کی دونوں رکعتوں میں یہی سورتیں تلاوت فرمائیں۔ نیز بحالت مرض ان کو پڑھ کر اپنے آپ پر دم فرماتے اور جہاں تک دست مبارک پہنچتے اپنے جسد اطہر پر مسح فرماتے رات آرام فرماتے ہوئے بھی ہمیشہ عمل مبارک یہی رہتا تھا۔ بعض اوقات قل ھو اللہ شریف کی بھی ان کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوضمرہؓ اپنے باپ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:- ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کان یقرأ فی الرکعۃ الثانیۃ التی یوتر بھا قل ھو اللہ احد والمعوذتین
(محمد بن نصر) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر (کا ایک شفعہ ادا فرمانے کے
بعد) اور ایک رکعت جو باقی رہتی اس میں سورۂ اخلاص اور معوذتین (یعنی تینوں
سورتیں) ایک ہی آخری رکعت میں تلاوت فرماتے"۔ استعاذہ کے موقع پر دوسروں
کو بھی یہی ارشاد ہوتا کہ معوذتین کو ملا کر پڑھا کریں۔ اسی طرح نمازوں میں بھی ایک
رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس
پڑھتے رہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان دونوں میں بلکہ سورۂ اخلاص کو ملا کر ان تینوں
سورتوں میں کیسی مناسبت اور ربط ہے!۔

انبیاءؑ پر سحر کے موثر ہونے یا نہ ہونے کی بحث

بعض علمائے کرام نے انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام پر سحر (جادو) کے موثر ہونے یا نہ ہونے میں
طویل بحث کی ہے اور طرفین کی جانب سے دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں جن کی
تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر طور پر اس قدر عرض ہے کہ انبیا علیہم السلام کی
دو حیثیتیں ہیں۔ ایک بشریت اور دوسری نبوت و رسالت۔ بشریت کی حد تک
انبیا علیہم السلام پر سحر، امراض، سہو و نسیان عارض ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ
سے ثابت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیماریاں آتی رہی ہیں اور

دوا و دعا وغیرہ کے ذریعہ آپ بھی علاج معالجہ فرماتے تھے۔ اسی طرح بہ تقاضائے بشریت آپ پر سہو و نسیان بھی طاری ہوتا تھا۔ چنانچہ نمازوں کی ادائی کے سلسلہ میں آپ سے سہو ہوا اور آپ نے سجدۂ سہوادا فرمایا۔ کتب احادیث شریفہ اور کتب فقہ میں سجود سہو کا ایک مستقل باب عام طور پر پایا جاتا ہے۔ جملہ ائمہ مجتہدین بہ شمول ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اتفاق ہے۔ اشتداد مرض کی صورت میں بعض دفعہ غشی اور بے ہوشی بھی طاری ہوتی رہی ہے۔ یہاں بطور خاص یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تمام عوارض بتقاضائے بشریت انبیا علیہم السلام کو بھی لاحق ہو سکتے ہیں۔ لیکن تبلیغ احکام اور خداوند تعالیٰ شانہ کا پیام جو عباد اللہ کو پہنچاتا ہے اس کا تعلق منصب نبوت و رسالت سے ہے۔ اس فریضۂ سترگ کی ادائی میں کسی قسم کی کوتاہی (خواہ وہ بھول چوک سے ہو یا سہو و نسیان سے، بیماری کی شدت کے باعث ہو یا اور کسی وجہ سے۔) ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح حضرات انبیا علیہم السلام پر سحر کا موثر ہونا یا نہ ہونا بھی سمجھ لیا جائے امور دنیوی جن کا تعلق بشریت سے ہے سحر بھی سہو و نسیان و غشی اور بے ہوشی کی طرح ان بزرگوں پر بھی موثر ہو سکتا ہے۔ اور امور دینی جن کا تعلق نبوت و رسالت سے ہے ان کے پہنچانے میں نہ کسی قسم کا معمولی سے معمولی سہو و نسیان ہو سکتا ہے اور نہ کبھی غشی و بے ہوشی حائل ہو سکتی ہے اور کسی کا جادو خواہ کتنا ہی شدید و اشد ہو اپنا کوئی اثر

ادنیٰ سے ادنیٰ ابھی' انبیا علیہم السلام پر نہیں دکھا سکتا جب عام انبیا علیہم السلام پر تبلیغ سے متعلق ان عوارض کی کوئی تاثیر نہیں تو حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارواحنا لہ الفداہ کی ذات اقدس پر ان کی تاثیر امر محال ہے۔ بس یہی قول قولِ فیصل ہے اور اس قول کے مدنظر جملہ مباحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ 113-1
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ 113-2 113-3
ع ۵ ۴۸ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۚ (اے نبی کریمؐ!) آپ فرمائیے میں پناہ لیتا ہوں صبح 113-4
لانے والے کی، شر سے ان (تمام) چیزوں کے جو اس نے بنائی ہیں، اور شر سے اندھیری 113-5
کے جب چھا جائے، اور شر سے پھونک مارنے والیوں کی گرہوں میں، اور شر سے
حسد کرنے والے کے جب (حسد کے مارے) جلے۔"

قل اعوذ برب الفلق کی تفسیر

لغت میں فلق کے معنی شق کرنے اور کسی چیز کو کسی سے چیز نکالنے کے ہیں۔ راغب اصبہانی لکھتے ہیں: الفلق شق الشیء وابانۃ بعضہ عن بعض یقال فلقتہ فانفلق قال

فالق الاصباحؔ انّ اللّٰہ فالق الحبّ و النویٰ فانفلق فکان کلّ فـرق
کالطود العظیمؔ (مفردات) کسی چیز کے شق کرنے اور ایک ہی چیز کے دو حصے کرکے ایک سے
دوسرے کو جدا کرنے کو فلق کہتے ہیں۔ محاورۂ عرب ہے فلقتہ فانفلق۔ اسکو چیر دیا
اور ایک سے دوسرے حصہ کو جدا کر دیا تو وہ شق اور جدا ہوگیا۔ ارشاد باری ہے :۔
فالق الاصباح۔ یعنی اللہ سبحانہ (رات کی سیاہ چادر کو) چیر کر صبح نکالتا ہے "
یہ بھی ارشاد ہے :۔ انّ اللّٰہ فالق الحبّ والنویٰ۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ دانے اور
گٹھلی کو چیر کر اس سے درخت اور پودے نکالتا ہے" یہ بھی ارشاد ہے :۔ فانفلق
فکان کلّ فرق کالطود العظیم۔ (حکم الٰہی سے موسیٰ علیہ السلام نے دریائے نیل میں
ضرب لگائی) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ایک شق ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا" اس اعتبار
سے قل اعوذ برب الفلق کے معنی علامہ راغب یہ لکھتے ہیں :۔ وقولہ قل اعوذ
برب الفلق ای الصبح۔ یہاں فلق کے معنی "صبح" کے ہیں" حضرت ابن عباسؓ
جابر بن عبداللہ، مجاہد، قتادہ، ابن جبیر، قرطبی، اور ابن زید وغیرہم نے بھی یہی معنی
بیان فرمائے ہیں۔ اور ہم نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

فلق کی تفسیر | چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے فلق کی تفسیر یوں فرمایا :۔
الفلق الصبح۔ (ابن جریر) فلق کے معنی صبح کے ہیں" دوسری روایت یوں ہے کہ

نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباسؓ سے قل اعوذ برب الفلق کی تفسیر دریافت کی
انھوں نے فرمایا:۔ قل اعوذ برب الصبح اذا انفلق عن ظلمۃ اللیل۔ (طستی)
آپ یوں فرمایئے کہ میں صبح لانے والے رب کی پناہ لیتا ہوں۔ جبکہ وہ رات کی تاریکی
کو شق کرکے نمودار ہو" نافع نے دریافت کیا۔ کیا اس معنی کو عرب (جو اہل لسان ہیں)
وہ بھی مانتے ہیں تو فرمایا۔ ہاں۔ چنانچہ ان کی تشفی کے لئے آپ نے مشہور شاعر زہیر بن
ابی سلمی کا یہ شعر ثبوت میں پیش کیا۔ ؎

الفارج الھم مسدولا عساکرہ کما یفرج غم الظلمۃ الفلق

فکر کو دور کرنے والا ہے جس کے لشکر (ملائکہ کرام وغیرہ) ہر طرف پھیلے ہوئے
ہیں (یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ)۔ جیسا کہ صبح تاریکی کے غم کو دور کرتی ہے"

فلق کے مرادی معنی فلق کے معنی صبح، ارشاد باری تعالیٰ فالق الاصباح سے
ماخوذ ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ رات کی تاریکی کو صبح اور روز روشن سے دور فرماتا ہے۔
رات کی تاریکی میں چور چوری کرتے اور شریر لوگ اپنی شرارت سے کام لیتے ہیں۔
بیماریاں بھی عموماً رات میں پیدا ہوتی اور ترقی کرتی ہیں۔ سازشی انسان اپنے سازشی
منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے رات کا انتظار کرتے اور اس کی تاریکی کو غنیمت جانتے
ہیں۔ لبید بن اعصم یہودی نے بھی ساحرانہ افعال تاریکی شب ہی میں کئے تھے۔

جن اور شیاطین، درندے گزندے بھی عموماً رات ہی میں باہر آتے ہیں اس لئے ارشاد ہو رہا ہے کہ بدخصلت لوگ تاریکی شب کو غنیمت جان کر، لوگوں کی نظروں سے چھپ کر جو جو شرارتیں کرنا چاہیں وہ سب کچھ کر گزریں۔ لیکن صبح لانے والے رب سے انکی کوئی حرکت چھپ نہیں سکتی۔ صبح ہونے کی دیر ہے کہ ان کی ساری کی کرائی اپنی جگہ رہ جائے گی۔ رب الفلق کی پناہ میں آجاؤ تو ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ فلق کی یہ تفسیر لغت کے اعتبار سے ہوئی۔

فلق کی تفسیر احادیث شریفہ کی روشنی میں: لسان مبارک رسالت کے لحاظ سے فلق کی تفسیر یہیں تک محدود نہیں بلکہ روایات ذیل بھی پیش نظر رہیں:۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں:۔ صلّی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقرأ قل اعوذ برب الفلق فقال یا ابن عبسۃ اتدری ما الفلق قلت اللہ ورسولہ اعلم قال بئر فی جہنّم اذا سعرت جہنّم فمنہ تسعر وانّھا لتتأذی بہ کما یتأذی بنو آدم من جہنم۔ (ابن مردویہ) حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور اس میں سورہ فلق کی تلاوت فرمائی گئی۔ (نماز سے فارغ ہوئے تو) آپ نے ارشاد فرمایا۔ ابن عبسہ تمھیں کچھ معلوم ہے کہ فلق کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ جہنم میں اس نام کا

ایک کنواں ہے۔ جس وقت دوزخ سلگائی جائے گی تو اس کی ابتدا یہیں سے ہوگی۔ (یہ اتنی تیز ہوگی کہ) بنی آدم کو جس طرح دوزخ سے ایذا پہنچتی ہوگی اس کنوئیں سے دوزخ کو بھی اتنی ہی ایذا پہنچتی ہوگی۔" حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے: ۔ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ قل اعوذ برب الفلق هل تدری ما الفلق باب فی النار اذا فتح سعرت جھنم۔ (ابن مردویہ) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سورۂ فلق سنانے کی فرمائش فرمائی (میں نے پڑھ سنایا۔ ارشاد ہوا) کچھ جانتے ہو کہ فلق سے کیا مراد ہے؟ (میں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کے پیارے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔) ارشاد فرمایا کہ فلق) دوزخ کا ایک دروازہ ہے جب وہ کھولا جائے گا تو دوزخ سلگائی جائے گی۔" حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں: ۔ سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قول اللہ قل اعوذ برب الفلق قال هو سجن فی جھنم یحبس فیه الجبارون والمتکبرون وان جھنم لتعوذ باللہ منه۔ (ابن مردویہ دیلمی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے ارشاد باری تعالیٰ قل اعوذ برب الفلق کی تفسیر دریافت کی تو ارشاد مبارک ہوا کہ دوزخ میں ایک قید خانہ ہے جس میں جباروں اور متکبروں کو قید رکھا جائے گا۔ (وہ ایسی بری جگہ ہے کہ) دوزخ بھی اس سے اللہ سبحانہ کی پناہ مانگتی ہوگی۔" حضرت ابوہریرہؓ فلق کی

تفسیر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ۔جبٌ فی جھنّم مغطّی۔ (ابن جریر) دوزخ میں ایک تاریک کنواں ہے جس کا دہانہ اوپر سے ڈھنکا ہوا ہے" حضرت زید بن علیؓ اپنے آبائے کرام علی نبینا وعلیہم السلام سے روایت کرتے ہیں: ۔الفلق جبٌّ فی قعر جھنّم علیہ غطاء فاذا کشف عنہ خرجت منہ نار تصیح منہ جھنّم من شدۃ حر ما یخرج منہ۔ (ابن ابی حاتم) فلق ایک تاریک کنواں ہے دوزخ کی تہ میں جس پر ڈھکن لگا ہوا ہے۔ جب اس کو کھولا جائے گا تو اس میں سے آگ نکلے گی جس کی گرمی کی شدت کے باعث دوزخ بھی چیختی چلاتی رہے گی" الغرض فلق کے بارے میں یہ چند روایات ہیں جن میں باہم کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔ کثیر روایات میں فلق کو دوزخ کا ایک کنواں بتلایا گیا ہے جس کے دہانے کو دروازے یا ڈھکن سے بند رکھا گیا ہے تاکہ اس کی مضرت دور دور تک پھیلنے نہ پائے نیز یہ کہ وہاں سے کوئی دوزخی نکلنے نہ پائے۔ اور تاکہ اس کی شدت وقتاً فوقتاً ترقی ہی کرتی رہے۔ کبھی ماند نہ پڑے۔ نئے دوزخیوں کو اس میں ڈالنے کے لئے جب وہاں لایا جائے گا تو اس کا دہانہ کھول دیا جائے گا اس وقت اس کی گرمی کی شدت سے دوزخ بھی شور کرتی رہے گی۔ جب دوزخی اس میں ڈال دیے جائیں گے تو اس کا دہانہ بند کر دیا جائے گا۔

من شر ما خلق کی تفسیر	مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ شر سے ان تمام چیزوں کے جن کو اس نے پیدا کیا ہے "یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے جن جن چیزوں کو پیدا کیا

ہے ان میں جو جو شرارتیں پنہاں ہیں ان سب سے رب فلق کی پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ سبحانہ تمام کائنات کا خالق ہے وہی خدائے واحد خالق خیر ہے اور وہی خالق شر بھی ہے۔ بعض فرقے جو نعوذ باللہ دو خالقوں کے قائل ہیں خالق خیر کو یزداں اور خالق شر کو اہرمن کہتے ہیں وہ خیال باطل اور غلط ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ خالق کائنات وہی ذات جامع صفات وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ نفع ہو یا ضرر، مرض ہو یا صحت، تکلیف ہو یا آرام، عزت ہو یا ذلت، فقر ہو یا غنیٰ، فتح ہو یا شکست موت ہو یا حیات، سب اسی ایک ذات واجب الوجود کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لہٰذا کسی مخلوق کی طرف سے خواہ وہ انسان ہو یا جن وشیطان، درند ہو یا گزندہ یا ذی جان ہو یا بے جان، کوئی تکلیف پہنچے تو یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ منجانب اللہ ہے۔ اسی کی مشیت کا اقتضاء ہے۔ اسی طرح کسی خیر کی صورت ہو تو اس کو بھی منجانب اللہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں :

گر گزندت رسد ز خلق مرنج   کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

گرچہ تیر از کماں ہمی گزرد   از کماندار بیند اہل خرد

غاسق اذا وقب کی تفسیر

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۔ اور شر سے اندھیری کے جب چھا جائے " یعنی جب روز روشن چلا جائے اور تاریک رات آجائے تو اس تاریکی میں جو جو اندیشے پیدا ہوتے ہیں ان کے شر سے محفوظ رہنے کی بھی یہی تدبیر ہے کہ رب الفلق کی پناہ ڈھونڈی جائے کہ وہی اس کے دفعیہ پر قادر ہے۔ غسق کے معنی از روئے لغت تاریکی اور اندھیری کے ہیں۔ ارشاد باری ہے :۔

اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل ۔ نماز قائم کرو غروب آفتاب سے رات کی تاریکی آنے تک " نماز مغرب اور عشا کی طرف ایما فرمایا جا رہا ہے " اور غاسق کے معنی تاریک کے ہیں یعنی تاریکی لانے والا " وَقَبَ کے معنی ہیں " پنہاں شدن " (چھپ جانا ") محاورہ عرب ہے :۔ وَقَبَ الظلام فرو دآمد تاریکی (اندھیرا چھا گیا) افرو شدن آفتاب ، وخسوف گرفتن ماہ ۔ منہ قولہ تعالیٰ ومن شرّ غاسق اذا وقب ۔ (منتہی الادب) آفتاب غروب ہونا اور چاند کو گہن لگ جانا ۔ ومن شرّ غاسقٍ اذا وقب سے یہی مراد ہے " ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :۔ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الی القمر لما طلع فقال یا عائشۃ استعیذی باللہ من شر ھذا فان ھذا الغاسق اذا وقب ۔ (امام احمدؒ، ترمذیؒ ابن جریرؒ

ابن المنذر، ابوالشیخ، حاکم بروایت صحیحہ، ابن مردویہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن چاند نکلنے کے بعد اس کو ملاحظہ فرمایا۔ پھر مجھ سے خطاب کرکے ارشاد ہوا:۔ عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ یہ بھی غاسق ہے جبکہ وہ غروب ہوجائے یا اس کو گہن لگ جائے۔" حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ومن شر غاسق اذا وقب کی تفسیر میں ارشاد فرمایا:۔

النجم ھو الغاسق وھو الثریا۔ (ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ) ستارہ ہی غاسق ہے یعنی ثریا۔" اس کی توضیح حضرت ابن زید کی اس حدیث سے ہوتی ہے:۔

کانت العرب تقول الغاسق سقوط الثریا وکانت الاسقام والطواعین تکثر عند وقوعھا وترتفع عند طلوعھا۔ (ابن جریر، ابوالشیخ) عرب کہا کرتے تھے کہ غاسق سے ثریا کا غروب ہونا مراد ہے۔ امراض وبائیہ اور طاعون کی کثرت اسی زمانہ میں ہوتی ہے جبکہ ثریا طلوع نہ ہو۔ اور جہاں وہ طلوع ہوا تو طاعون اور امراض دفع ہوجاتے ہیں۔" بعض روایات میں غاسق سے غروب آفتاب، رات کی آمد، تاریکی شب وغیرہ بھی مراد لی گئی ہے۔ یہ تمام معانی قریب ہیں باہم تضاد نہیں۔

نفاثات فی العقد کی تفسیر	وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۔ اور

(پناہ مانگتا ہوں میں) پھونکنے والیوں کے شر سے جو گرہوں میں (پھونکتی ہیں)۔ یعنی ساحرات (جادو ٹونا کرنے والی عورتیں) کسی دھاگے یا ڈوری پر یا کسی کے بال پر کلمات خبیثہ پڑھ پڑھ کر پھونکتی اور اس پر گرہ لگاتی جاتی ہیں تو ان کے اس شر سے بھی خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ لبید بن عاصم یہودی کی تین بیٹیاں تھیں لبید نے انھیں کے ذریعہ سے یہ جادو کرایا تھا۔ گو اس وقت وہ عورتیں باقی نہیں رہیں لیکن یہ عملیات اب بھی جاری ہیں اور ایسے اعمال خبیثہ کرنے والوں کی (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) دنیا میں کمی نہیں۔ دنیا کے ہر مقام میں اور ہر زمانے میں مل سکتے ہیں۔ لہذا ان کے شر سے محفوظ رہنے کی آسان تدبیر یہی ہے کہ جس طرح مسلمان ہر امر میں اللہ سبحانہ کی طرف رجوع رہتا ہے۔ ان کے شر سے محفوظ و مصون رہنے کے لئے بھی رجوع الی اللہ کرے اور اسی کی پناہ ڈھونڈے۔ استعاذہ کی دعائیں احادیث شریفہ میں اور بھی وارد ہوئی ہیں ان کے ذریعہ بھی استعاذہ کیا جاسکتا ہے مگر قرآن کریم کی یہ آخری دو سورتیں استعاذہ کے لئے سب سے بہتر ہیں۔ احادیث شریفہ میں جو دعائیں استعاذہ سے متعلق ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:—

استعاذہ برائے دفع مرض حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:— ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ یعودہ فقال الا ارقیك برقیۃ رقانی بها جبریل

قلت بلی بابی انت و امی قال بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک من کل داء فیک من شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد فرقی بھا ثلاث مرات ۔ (حاکم، ابن مردویہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوہریرہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا میں تم پر وہ دعا نہ پڑھوں جسکو جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھ پر پڑھا تھا۔ (ابوہریرہ کا بیان ہے) میں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور پڑھئے ۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ۔ فرمایا: — بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک من کل داء فیک من شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد ۔ اس دعا کو آپ نے تین بار دہرایا۔"

استعاذہ برائے ازالۂ دردِ سر | حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجد وجعا فی رأسہ فابطأ علی اصحابہ ثم خرج الیھم فقال لہ عمر ما الذی بطأ بک عنا فقال وجع وجدتہ فی رأسی فھبط علی جبرئیل فوضع یدہ علی رأسی ثم قال بسم اللہ ارقیک من کل شیئ یوذیک ومن کل شر معلن او مسر ومن شر الجن والانس ومن شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد قال فبرئت

(ابن مردویہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ درد سر محسوس فرمایا اسلئے مجلس اصحاب کرام میں رونق افروز ہونے میں کچھ دیر ہوگئی (شمع رسالت کے پروانے بے چین ہوگئے۔ جرأت کرکے) حضرت عمرؓ نے عرض کیا آج برآمدی میں تاخیر کا کیا باعث تھا؟ ارشاد ہوا کہ ہمیں درد سر ہوگیا تھا۔ جبریلؑ آئے اور ہمارے سر پر جبریلؑ نے ہاتھ رکھا اور یہ دعا پڑھی:۔ بسم اللہ ارقیك من كل شیئ یوذیك ومن كل شیئ یوذیك ومن كل شر معلن اومسر ومن شر الجن والانس ومن شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ چنانچہ ہم اس کے ساتھ ہی اچھے ہوگئے" اور درد سر جاتا رہا۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ [illegible] خیر و برکات سے استفادہ کرسکتی ہے۔

شر حاسد کی تفسیر | وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ اور (میں پناہ مانگتا ہوں رب فلق کی) شر سے جلنے والے کے جب وہ جلے کرے" مطلب یہ کہ

عہ اللہ کے نام سے میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں کہ ہر چیز سے جو تجھے ایذا پہنچاتی ہے (تجھے پناہ دے) اور شر سے ہر چیز کے جو علانیہ ہو یا چھپی ہوئی اور شر سے جن و انس کے، اور شر سے گرھوں میں پھونکنے والیوں کے اور شر سے حاسد کے جب وہ حسد کرے"

دنیا میں بعض ایسے بھی ہیں جن کو دوسروں کی خوش حالی، خوش نصیبی، ترقی، نیکی اور بھلائی، ان کا کمال اور ہنر پسند نہیں آتا۔ ان کی ایک ایک خوبی دیکھتے اور اس پر جلتے رہتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ دوسروں کی نیکی اور بھلائی، ان کا کمال و ہنر خود بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتے، اور ان کی جیسی خوش حالی، خوش قسمتی یا ترقی خود کو بھی نصیب ہونے کے لئے اللہ سبحانہ سے دعا کرتے۔ بجائے اس کے دوسروں کی نعمتوں کا زوال چاہنا اور ان کی اچھی صفتوں پر جلتے رہنا، اس کو "حسد" کہتے ہیں۔ اور حسد نہایت ہی مذموم صفت ہے۔

حضرت حسن بصریؒ و من شر حاسد اذا حسد کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ھو اوّل ذنب کان فی السماء۔ (ابن عدی، بیہقی) یہ پہلا گناہ ہے جو آسمان (عالم بالا) میں صادر ہوا۔" یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں تو آدمؑ کی اس خوش بختی پر ابلیس لعین کو حسد ہوا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے اس سے انکار کیا۔ اور باعث انکار اس کا حسد ہی تھا۔ جب اس سے جواب لیا گیا تو ازراہ تکبر و عناد کہا۔

انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین۔ بار الٰہا! آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور ان کو مٹی سے۔ لہٰذا میں ان سے بہتر ہوں۔"

یہ اس کا دوسرا گناہ تھا۔ اس پر وہ ہمیشہ کے لئے مردود اور ملعون ٹھہرا۔ غرض حسد ایسی بری بلا ہے کہ اس کے شر سے بھی پناہ مانگنی چاہیئے۔ حضرت حسن بصریؒ نے ومن شر حاسد اذا حسد کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا: یعنی الیھود حسدۃ الاسلام۔ (ابن ابی حاتم) یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں۔ یہ لوگ اسلام ہی سے حسد کرتے ہیں "۔ یہود کی اسلام دشمنی ظاہر ہے۔

حسد کی مذمت حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔ ومن شر حاسد اذا حسد قال نفس ابن آدم وعینہ۔ (ابن المنذر) ارشاد باری تعالیٰ ومن شر حاسد اذا حسد میں حاسد سے مراد ابن آدم کا نفس (امارہ) اور اس کی نظر بد ہے" حضرت قتادہ نے فرمایا :۔ من شر عینہ و نفسہ (ابن جریر، ابن المنذر) حاسد کی نظر بد بلکہ اس کی ذات سے خدا کی پناہ" حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔ ایاکم والحسد فان الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب۔ (ابن مردویہ) حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ جلانے کی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے" حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے :۔ الصلاۃ نور والصیام جُنّۃ والصدقۃ تطفیٔ الخطیئۃ کما یطفیٔ الماء النار والحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب۔ (بیہقی) نماز' نور اور روشنی ہے اور روزہ بچاؤ کا ذریعہ اور ڈھال ہے' اور صدقہ (زکاۃ وخیرات) گناہ کی آگ کو بجھا دیتی ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور حسد نیکیوں کا خاتمہ کر دیتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے" حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد ہے :۔ کاد الفقران یکون کفرا وکاد الحسد ان یغلب القدر
(ابن ابی شیبہ، بیہقی) فقر وافلاس، کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے اور حسد بھی (شدہ شدہ)
تقدیر پر غالب آنے لگتا ہے ۔" یعنی افلاس بڑھتے بڑھتے کفر کی سرحد کے قریب
کر دیتا ہے ۔ اور اگر حسد کی راہ اختیار کی جائے تو اچھی تقدیر بھی متاثر ہو جانا بعید
نہیں ۔ اشاعرہ کے نزدیک تقدیر کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک تقدیر مُبرم یعنی قطعی اور
یقینی، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی ۔ تقدیر کا لکھا جیسا بھی ہو کبھی بدل نہیں سکتا ۔
جو کچھ لکھا ہے وہ ہو رہیگا ۔ دوسری تقدیر معلق جو کسی کام کے کرنے یا کوئی راہ اختیار
کرنے پر موقوف ہے ۔ اس میں تبدل و تغیر آسکتا ہے ۔ اگر وہ شرط پوری کی گئی تو اس کا
نتیجہ بھی اس کے مطابق برآمد ہوگا ۔ اور اگر تکمیل شرط نہ ہوئی تو جو کچھ تقدیر کا لکھا ہے
وہی ہو کر رہیگا ۔ اس اعتبار سے حسد بھی ترقی کرتے کرتے تقدیر پر غالب آسکتا ہے ۔

حاسد کی مذمت حضرت اصمعیؒ فرماتے ہیں :۔ بلغنی ان اللہ عزّ وجلّ
یقول الحاسد عدوّ نعمتی، متسخّط لقضائی، غیر راض بقسمتی التی
قسمت باین عبادی ۔ (بیہقی) مجھے یہ حدیث قدسی بھی پہنچی ہے خدائے عز و جل کا
ارشاد ہے کہ حسد کے مارے جلنے والا میری نعمت کا دشمن ہے اور میرے فیصلے سے کڑھتا
رہتا ہے اور میں نے اپنے بندوں میں (اپنی نعمتوں کی) جو تقسیم کی ہے وہ اس سے ناراض

ہے "مومن کا فرض ہے کہ اللہ سبحانہ کی لکھی ہوئی تقدیر سے راضی رہے اور اس کے فیصلوں کو تسلیم کرے۔ پھر جو راضی برضا اور تسلیم برقضا پر عامل نہ ہو اس کی نسبت دوسری حدیث قدسی میں ہے: ۔من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی فلیخرج من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی۔ جو کوئی شخص میرے فیصلے سے راضی نہ ہو اور میرے ابتلا و امتحان پر صبر نہ کرے تو اس کو چاہیے کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے اور میرے سوا کسی اور رب کو ڈھونڈ لے" اللہ اکبر کیسی سخت وعید ہے اور کیسی زبردست تہدید ہے جس کے آگے دم مارنے کی گنجایش نہیں۔ حاسدین اس سے سبق لینا چاہیے کہ حسد ہی اس کا باعث ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر حسد کی مذمت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اسی وجہ سے حاسد کے شر سے اللہ سبحانہ کی پناہ مانگنی چاہیے

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے ۔ حسود را چہ کنم کو زخود برنج دراست

یہاں تک حسد کی مذمت ہوئی جو مختصراً عرض کی گئی۔

ترک حسد کی منقبت اور ایک انصاری کو جنت کی بشارت جو لوگ اس مذموم عادت (حسد) سے دور رہتے ہیں ان کی منقبت اور فضیلت بھی سن لیجئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ۔ کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلوسا فقال یطلع علیکم الآن من ھذا الفج رجل من اھل الجنۃ، فطلع رجل من الانصار

وتنطف لحيته من وضوئه قد علق نعليه في يده الشمال فسلّم۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا، ابھی ابھی اس راستے سے جنتی لوگوں میں سے ایک شخص تمہارے سامنے برآمد ہوگا۔ چنانچہ (کچھ دیر نہ گزری کہ) انصار میں سے ایک صاحب نمودار ہوئے جن کی داڑھی سے وضو کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اور اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی نعلین سنبھالے ہوئے تھے۔ انھوں نے آتے ہی سلام عرض کیا۔

انصاری موصوف کی مزید طمانیت

فلما كان من الغد قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك فطلع الرجل مثل مرته الاولىٰ فلما كان اليوم الثالث قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل مقالته ايضاً فطلع ذلك الرجل على مثل حاله الاوّل۔ جب دوسرا دن ہوا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا۔ اس دن بھی وہی صاحب پہلے دن کی طرح نمودار ہوئے۔ پھر جب تیسرا دن ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی ارشاد فرمایا۔ اس دن بھی وہی صاحب پہلے کی طرح نمودار ہوئے۔"

عبداللہ بن عمرو کی رفاقت

فلما قام النبي صلى الله عليه وسلم تبعه عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما فقال لاحيت ابي فاقسمت ان لا ادخل

علیہ ثلاث ثافات رأیت ان تؤوینی الیك حتی تمضی الثلاث فقلت قال نعم۔ (تیسرے دن) جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس برخاست فرمائی تو عبداللہ بن عمروؓ بن العاص ان صاحب کے پیچھے پیچھے چلے اور (راہ میں) ان سے کہا کہ والد سے میری کچھ گفتگو ہو گئی اس لئے میں نے قسم کھائی ہے کہ تین دن تک ان کے پاس نہ آؤں گا۔ لہذا کیا آپ مجھے ان تین دنوں تک اپنے پاس قیام کی اجازت دیں گے؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔"

عبداللہ بن عمروؓ کی جستجو قال انسؓ فکان عبد اللہ یحدث انہ بات معہ ثلاث لیال فلم یرہ یقوم الا الصلاۃ الفجر واذا تقلب علی فراشہ ذکر اللہ وکبرہ ولا یقول الا خیرا۔ حضرت عبداللہؓ ان سے بیان کیا کرتے تھے کہ انھوں نے ان انصاریؓ کے ساتھ مسلسل تین راتیں گزاریں مگر کسی رات میں بھی ان کو نہ دیکھا کہ تہجد وغیرہ کے لئے اٹھتے ہوں۔ صرف نماز فجر کے لئے وہ روزانہ اٹھا کرتے۔ البتہ اپنے بچھونے پر ہی جب کبھی وہ کروٹ بدلتے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی یاد ضرور کرتے اور تکبیر پڑھا کرتے۔ (ہاں ایک وصف ان میں یہ بھی تھا کہ) کلمۃ الخیر کے سوا اور کوئی کلمہ (ان کی زبان سے) کبھی نہیں نکلتا تھا۔"

انصاری صحابی سے عبداللہ بن عمروؓ کی گفتگو فلما مضی الثلاث لیال وکدت

احتقر عمله قلت یا عبد اللہ لم یکن بینی و بین والدی غضب ولا

ھجرۃ ولکنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یطلع الآن

علیکم رجل من اھل الجنۃ فطلعت انت الثلاث مرات فاردت

ان آوی الیک فانظر ما عملك فلم ارك تعمل کثیر عمل ۔ پھر جب تین راتیں

گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر تصور کروں ۔ میں نے ان سے کہا ۔ اے

بندۂ خدا ! (حقیقت حال یہ ہے کہ) میرے اور میرے والد کے درمیان کسی قسم کے

غصے یا ناراضی کی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ان کا ساتھ چھوڑنا مجھے منظور تھا لیکن

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا آپ ہم سے ارشاد فرمارہے تھے کہ

تمہارے آگے ابھی ابھی جنتی لوگوں میں سے ایک شخص نمودار ہوگا ۔ (ایسا مسلسل تین

دن تک فرماتے رہے) اور تینوں دنوں میں آپ ہی نکل آتے رہے ۔ اس لئے میں نے

چاہا کہ آپ کے ساتھ اقامت گزیں رہوں اور دیکھوں کہ آپ (ایسا) کونسا عمل

کرتے ہیں (جس کی بناء پر حضورؐ نے آپ کے حق میں یہ بشارت دی ؟) مگر میں نہ دیکھ

سکا کہ آپ کوئی بھاری بھرکم عمل کرتے ہوں " (یہ کہہ کر میں ان سے رخصت ہوا !)

انصاری کا جواب اور عبد اللہ کا اعتراف	فلما ولیت دعانی فقال ماھو الا ما رأیت غیر انی لا اجد فی نفسی غشا علی احد

من المسلمین ولا احسدہ علی خیر اعطاہ اللہ ایّاہ۔ قال عبداللہ فھذہ التی بلغت بك وھی التی لا نطاق۔ (بیہقی) پھر جب میں پلٹ کر واپس جانے لگا تو انھوں نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میرا عمل تو وہی ہے جس کو آپ نے دیکھ لیا اس کے سوا ایک بات یہ ہے کہ میں اپنے نفس میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی کھوٹ نہیں پاتا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کسی کو اپنے خیر سے نوازا ہے تو میں اس پر نہ جلتا ہوں اور نہ اس کے ساتھ حسد رکھتا ہوں۔ (اب عبداللہ بھی قائل ہو گئے کہ) بس بس یہی صفت ہے جس نے آپ کو اس (عالی) مرتبہ پر پہنچایا ہے اور یہ ایسا وصف ہے جو ہر کسی کے بس میں نہیں'' ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحمد للہ کہ سورۂ فلق کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔
